حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2
2024

ماجد جہانگیر مرزا کی شاعری کا فنی و فکری جائزہ

Technical And Intellectual Review Of Majid Jahangir Mirza's Poetry

ڈاکٹر ماجد علی
محمد عثمان حفیظ
ڈاکٹر فریدہ انجم
راشدہ بانو

Abstract:

Majid Jahangir Mirza is a poet with beautiful lips and tone. In his poetry, one can feel the natural elements as well as the internal and external conditions. His poetry is a beautiful example of depth and Charisma. The facts of life in Majid's poetry understanding, sincerity and love, the shadows of the past, pleasant fragrances can be felt. His poetry is the poetry of emotions and feelings. He has molded the sorrows and pains of life in a very painful way in the form of poetry. He wrote on countless topics in his poetry. While Sufism and country conditions are among his favorite topics, on which he has openly expressed his views.

Key Words: Natural, Facts, Sincerity, Love, Feelings, Pleasant

ماجد جہانگیر مرزا کے آباواجداد کا تعلق مغل چغتائی برادری سے تھا۔آپ کے دادا غلام حیدر فوج میں آفیسر تھے۔اُنہوں نے دوسری عالمی جنگوں میں حصّہ لیا تھا۔ تقسیمِ ہند سے پہلے آپ کے آباواجداد راولپنڈی میں "ڈھوک پیراں فقیراں"میں رہتے تھے۔قیام پاکستان کے بعد جب"ڈھوک پیراں فقیراں"والی جگہ پر ائیرپورٹ بننے لگا تو آپ کے بزرگ ہجرت کر کے"ڈھوک چراغدین مریڑ حسن"میں آکر آباد ہو گئے۔ماجد جہانگیر مرزا 31جولائی 1984ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام مرزا محمد جہانگیر ہے۔جو پنجاب پولیس راولپنڈی میں انسپکٹر کے عہدے پر فائز رہے۔آپ کی والدہ کا نام روبینہ بی بی ہے۔جو نہایت شفیق، مہربان اور سگھڑ خاتوں ہیں۔ماجد نے ابتدائی تعلیم ایف۔جی بوائز سیکنڈری سکول مریڑ حسن سے حاصل کی۔2002ء میں آپ نے ایف۔جی بوائز سیکنڈری سکول مریڑ حسن سے باقاعدہ طور پر میٹرک کا امتحان پاس کیا۔2004ء میں آپ نے ایف۔اے کا امتحان گورڈن کالج راولپنڈی سے پاس کیا۔2006ء میں اِسی کالج سے آپ نے بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔آپ اپنے کالج کے میگزین میں باقاعدگی سے لکھتے رہے۔جس کے اعتراف کے طور پور کالج انتظامیہ کی طرف سے آپ کو کلیات اقبال بطور انعام دیا گیا۔2016ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے پرائیویٹ ایم۔اے اُردو کا امتحان پاس کیا۔آپ نے اپنے باپ کی ڈگر پر چلتے ہوئے ذریعہ معاش اور روزگار کے لیے محکمہ پولیس کا اِنتخاب کیا۔2007ء میں آپ محکمہ پولیس میں بطور کانسٹیبل بھرتی ہوئے۔اور روات پولیس ٹریننگ سنٹر سے اپنی پولیس کی تربیت مکمل کی۔2011ء میں آپ ترقی پا کر ہیڈ کانسٹیبل ہو گئے۔2016ء میں

پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آپ ڈائریکٹ اسسٹنٹ سب انسپکٹر بھرتی ہو گئے۔ پولیس کالج سہالہ راولپنڈی سے اپنی ٹریننگ مکمل کی۔ آج کل آپ پولیس لائن راولپنڈی میں تعینات ہیں۔ 2011ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ماجد صاحب کو دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ اُن کی بیوی ملٹری اکاؤنٹس میں گزٹیڈ آفیسر ہیں۔

فنی و فکری جائزہ:

ماجد جہانگیر مرزا غزل اور نظم کے بڑے عمدہ شاعر ہیں۔ اُنہوں نے شاعری کا باقاعدہ آغاز 2004ء میں کیا۔ اُنہوں پروفیسر ڈاکٹر عبدالغنی مرحوم سے عروض کا علم سیکھا۔ اور اُن کے شاعر دوست عثمان ساغر کی رفاقت سے بھی استفادہ کیا۔ اُنہوں نے اپنے خُوبصورت لب و لہجے اور سادہ اُسلوب سے بہت جلد ادبی حلقوں میں اپنا مقام پیدا کر لیا۔ ماجد جہانگیر مرزا کا پہلا شعری مجموعہ 2014ء میں "محبت، درد، تنہائی" کے عُنوان سے چھپ کر منظرِ عام پر آیا۔ اُن کا دوسرا مجموعہ کلام "وجد" کے عُنوان سے 2019ء میں شائع ہوا۔ ماجد جہانگیر مرزا فیض احمد فیض، حبیب جالب اور تنویر سپرا سے متاثر دکھائی دیتے ہیں۔ ماجد جہانگیر مرزا نے نہ صرف پاکستان میں مختلف ادبی رسائل میں لکھا بلکہ اُن کی تحریریں تواتر سے انڈیا میں مختلف رسائل جن میں اُردو گگن، اُردو آنگن، مثرگاں اور ثالث وغیرہ میں بھی چھپتی رہی ہیں۔ ماجد اِس قدر ہر دلعزیز شاعر ہیں کہ اُن کے اشعار اکثر پنجاب اسمبلی کے فلور اور مختلف ٹی۔ وی پروگراموں میں حوالے کے طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ محکمہ پولیس کی طرف سے اُن کی ادبی خدمات کے اعتراف میں اُن کو بہت سی اعزازی اسناد اور انعامات سے نوازا گیا ہے۔

ماجد جہانگیر مرزا خُوبصورت لب و لہجے کے شاعر ہیں۔ اُن کی شاعری میں فطرتی عناصر کے ساتھ ساتھ داخلی اور خارجی کیفیات کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اِن کی شاعری گہرائی اور گیرائی کا خُوبصورت نمونہ ہے۔ ماجد کی شاعری میں زندگی کے حقائق، فہم و ادراک، خلوص و محبت، ماضی کی پرچھائیاں، لطف انگیز خوشبوؤں کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اُن کی شاعری جذبات و احساسات کی شاعری ہے۔ اُنہوں نے زندگی کے دُکھ، درد اور کرب کو بڑے دردمندانہ انداز سے شعر کے قالب میں ڈھالا ہے۔ اُنہوں نے اپنی شاعری میں ان گنت موضوعات پر لکھا۔ جب کہ اُن کے محبوب موضوعات میں تصوف اور ملکی حالات ہیں۔ جس پر اُنہوں نے کھل کر اظہار خیال کیا ہے۔ ماجد جہانگیر مرزا کی شاعری بارے نسیم سحر لکھتے ہیں۔

> "اُس کی شاعری اُس کی عمر اور تجربات و مشاہدات کے کینوس سے بھی کہیں آگے نکل گئی ہے۔ موضوعات میں وسعت کے ساتھ ساتھ اب اُس کے تخلیقی وفور میں معرفت اور وجد کی کچھ ایسی لطیف اور کسی حد تک حیرت انگیز کیفیات کی نشان دہی ہو رہی ہے۔ جنہیں صرف شعری ریاضت کے زور سے پیدا نہیں کیا جا سکتا"1

اُردو شاعری کے تمام مسلم شعراء کرام کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شاعروں نے بھی اپنی شاعری میں نعت کی صورت میں بارگاہ رسالت کی خدمت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے۔ ماجد جہانگیر مرزا نے بھی اپنی شاعری میں حضور ﷺ کی صفات صداقت، امانت، ایثار، قربانی، حُسن سلوک، شفقت اور احترام وغیرہ بارے کھل کر اظہارِ خیال کیا ہے۔

امانت اور صداقت کا تصوّر جب اُبھرتا ہے
محمد کملی والے کا کوئی ثانی نہیں ملتا

2

ماجد جہانگیر سمجھتے ہیں کہ مجھ جیسے گناہگار کا دامن گناہوں سے لت پت ہے۔اور وہ اللہ تعالی کے محبوب سے اُمید لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ اپنا سائبان اُن پر بنائے رکھیں گے۔ماجد تو قبر میں بھی فرشتوں کے سوالات کے جوابات میں نبی پاک ﷺ کی نعت پیش کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

پوچھا لحد میں مجھ سے فرشتوں نے جب سوال
حضرت پہ لکھی نعت کا مطلع سُنا دیا

ماجد نے اپنی شاعری میں بزرگانِ دین کے کارنامے اور اُن کی برتری اور بڑائی بیان کی ہے۔وہ حضرت غوث الاعظم کی فضیلت اور عظمت کے ساتھ ساتھ اُن کی کرامات کا ذکر بڑے شاندار انداز سے کرتے ہیں۔ماجد کے نزدیک لوگوں کے بگڑے کام غوث الاعظم کے وسیلے سے بنتے ہیں اور میرا کام بھی اُنہی کے کرم سے بن گیا ہے۔اور یہ ایسی بزرگ و برتر ہستی ہیں۔جس کے در سے کوئی سوالی خالی نہیں جاتا۔

ولیوں کے غوث کا فیض عام ہو گیا
اُن کے طفیل اپنا بھی کام ہو گیا
یہ غوث کا ہے کہنا جو در پہ آئے گا
خالی گیا ہے کوئی نہ کوئی جائے گا

3

ماجد کی شاعری خُوبصورت مناجات کا مرقع ہے وہ عشقِ رسول میں فنا ہونے کے لیے اللہ تعالی سے دُعا کرتے ہیں کہ مجھے دنیاداری اور عشقِ مجازی سے نجات دے کر اپنے محبوب نبی ﷺ کے عشق میں فنا کر دے۔

مجھ کو مجازی عشق سے مولا نکال دے
اور میرے دل میں عشقِ محمد کو ڈال دے

4

فارسی اور اُردو شعراء کرام کا محبوب ترین موضوعِ سُخن عشق مجازی یعنی گوشت پوست کا اِنسان رہا ہے۔ماجد جہانگیر بھی کلاسیکی شعراء کرام کی ڈگر پر چلتے دکھائی دیتے ہیں۔اُن کی شاعری میں عشقِ مجازی کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔وہ محبوب کے عشق میں گرفتار ہوتا ہے تو بے ساختہ کہہ اُٹھتا ہے۔

جاتا نہیں ہے دل سے تیرا پیار کیا کروں
میں ہوگیا ہوں عشق کا بیمار کیا کروں

5

عاشق کے دل میں وصالِ یار کی یادیں مدتوں تک زندہ رہتی ہیں۔اُس کے ناگن جیسے بال،اُس کی مستانی چال، قاتل نظریں، سُرمئی تل،ہرنی جیسی آنکھیں،گلاب جیسے ہونٹ اُور اُس کی الہڑ جوانی پر زمانہ رشک کرتا تھا۔ایسے ہی قاتل چہرے کا دیوانہ ماجد کی شاعری کا عاشق ہے جو ہر شام محبوب کے خیالوں

میں گم ہو کر اُس کے حُسن و جمال پر غزلیں لکھتا تھا۔لیکن اِس ظالم سماج نے محبوب کو کبھی عاشق کا نہ ہونے دیا۔ماجد اپنی ایک نظم "مجھے تیری ضرورت ہے" میں لکھتے ہیں۔

کئی برسوں کی یادیں ہیں بسی ہیں دل میں جو میرے
گھٹا جیسے تیرے وہ بال غضب اِس پر تیری وہ چال
نظر تیری وہ قاتل سی جو اپنی اور کھینچے ہے
لبوں پر سرمئی وہ تل سبھی عاشق فدا اِس پر
زمانہ رشک کرتا تھا تری الہڑ جوانی پر
مگر تجھ کو محبت تھی
کسی پاگل پریمی سے جو تیرے عشق میں اکثر
غزل ہر شام لکھتا تھا تیری یادوں میں گم صم تھا
کہانی تیری الفت کی زمانہ بے وفا نکلا
جُدا دونوں کو کر ڈالا جو ہونا تھا ہوا آخر
دلوں میں درد بھر ڈالا

6

عاشق کی سب سے بڑی خوش قسمتی وصال اور دیدارِ یار ہوتا ہے۔اور اُس کے لیے سب سے قیمتی لمحات وہی ہوتے ہیں جو اُس نے اپنے محبوب کے ساتھ گزارے ہوتے ہیں۔وہ ہجر میں وصل کو یاد کر کے دل بہلانے کی کوشش کرتا ہے۔

باہوں میں باہیں ڈال کر چلتے تھے جن دنوں
لمحے وہی تو زیست کے بس یادگار ہیں

7

عاشق کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اُس کا محبوب دیدار کروانے اُسکی گلی یا اُس کے گھر تشریف لائے۔ہلکی سی آہٹ بھی اُس کو محبوب کی آہٹ محسوس ہوتی ہے اور اُس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں۔اُس کو اپنے اُوپر قابو نہیں رہتا وہ جنون کے صحراوں میں اُتر جاتا ہے۔

تیری آہٹ جب سنائی دے مجھے
تجھ سوا پھر کیا دکھائی دے مجھے

8

عشق کا دریا اصل میں آگ کا دریا ہوتا ہے اِس کو عبور کرنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔اِس کے لیے عاشق کو اپنا گریبان پھاڑ کر صحراوں اور بیابانوں کی خاک چھاننا پڑتی ہے اور ہجر کی بھٹی میں تپ کر کندن بننا پڑتا ہے۔عاشق محبوب کے عشق میں اِس قدر فنا ہوتا ہے کہ اپنی سُدھ بُدھ کھو بیٹھتا ہے۔سینہ کوبی اور آوارگی اُس کا مقدر بن جاتی ہے۔

دل و نگاہ میں ہلچل مچائے پھرتا ہے
یہ عشق وجد میں ہم کو اُٹھائے پھرتا ہے

9

میں بھی مریضِ عشق ہوں مجھ سے نہ پوچھیے
میری طرح جہاں میں کوئی دربدر نہ ہو

10

عاشق وصالِ یار کے لیے بن پانی مچھلی کی طرح تڑپتا ہے۔عاشق اپنی تمام تر زندگی میں محبوب سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے۔بعض دفعہ تو عاشق مرنے کے بعد بھی اپنی آنکھیں صرف اِس لیے کھلی رکھتا ہے کہ شاید آج اُس کا محبوب آئے اور یہ مدتوں کی ترسی آنکھیں اُس کا دیدار کر لیں۔اگر تب بھی دیدار نہ ہو تو عاشق کے خون کو منوں مٹی کے نیچے بھی صبر نہیں آتا اور وہ موسمِ بہار کے آغاز میں ہی گُلِ لالہ کی صورت میں زمین پر نکل آتا ہے کہ محبوب گلشن کی سیر کو آئے گا تو وہ جی بھر کر اُس کا دیدار کر لے گا۔ماجد کی شاعری کا عاشق بھی محبوب کے دیدار اور ملاقات کے لیے تمام عمر تڑپتا رہا اور انتظار کرتا رہا اور آخر کار اِس جہانِ فانی سے کُوچ کر گیا۔اُس کو محبوب سے شکوہ ہے آج میرے مرنے پر تو اُسے ضرور آنا چاہیے تھا۔لیکن محبوب کو عاشق کی موت کی بالکل پروا نہیں۔

انتظارِ وصل میں ماجد ہوئی ہے اب تو حد
اُٹھ گیا میرا جنازہ یار کو کب ہے خبر

11

ماجد جہانگیر مرزا نے اپنی شاعری میں واقعہ کربلا میں حضرت امام حسینؑ اور اُن کے رفقاء کاروں کو درپیش مصائب اور تکلیفوں کا ذکر بڑے درد اور کرب کے ساتھ کیا ہے۔کربلا کے میدان میں ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے گئے یہاں تک کہ بچوں کو بھی نہ بخشا گیا۔واقعہ کربلا کے حوالے سے جب حضرت امام حسین علیہ سلام اور اُن کی آل اُولاد کا ذکر ہو تو مومنین کی آنکھیں آنسوؤں سے تر نہ ہو یہ ہو نہیں سکتا۔

جب کربلا میں شاہ کے بچوں کا ذکر ہو
ممکن نہیں ہے، مومنوں کی آنکھ تر نہ ہو

12

وقت کے شاہ حضرت امام حسین علیہ سلام نے حق اور سچ کے لیے اپنی جان کی پروانہ کرتے ہوئے اپنی گردن کٹوا کر اسلام کا بول بالا کر دیا۔اور باطل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا۔

سر کو کٹا کے شاہ نے دیں کو بچا لیا
کربل کی ریت پر لکھی تحریر دیکھیے

13

واقعہ کربلا کو پیش آئے آج صدیاں گزر چکی ہیں۔لیکن آج بھی کربلا کی سرزمین ماتم کناں ہے۔ایک طویل مدت بعد آج بھی لوگ اِس واقعہ پر آہ زاری اور نوحہ کنائی کرتے ہیں۔

ماتم کناں ہے آج بھی کربل کی سر زمین
وقت دراز بعد بھی تاثیر دیکھیے

14

ماجد جہانگیر باشعور، باخبر اور احساس مند شاعر ہیں۔ وہ ملکی حالات سے مکمل اگاہی رکھتے ہیں۔ ملک میں سیاسی اور معاشی بگڑتی ہوئی صورت حال پر اُن کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اُن کے نزدیک ملک کے رہنماوں نے عوام کو دھوکے میں رکھ کر اس ملک میں لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر کے ملک کا دیوالیہ نکال دیا ہے۔

بنائے رہنما جتنے سبھی وہ راہزن نکلے
کٹی ہے عمر دھوکے میں مسیحا زندگی دے گا

15

ماجد جہانگیر مرزا نام نہاد جمہوریت کے سخت خلاف ہیں۔ جب وہ غنڈوں، موالیوں اور جعلی ڈگریوں والوں کو سیاست کے میدان میں دیکھتے ہیں تو اُن کا دل افسردہ ہو جاتا ہے۔ وہ اِس کو جمہوریت کے نام پر دھوکا تصور کرتے ہیں۔ جھوٹے وعدے اور جھوٹی قسمیں کھا کر مفلسی تقسیم کرنے والوں پر وہ لعنت بھیجتے ہیں۔ جو سرِعام لوگوں کے ووٹ کی بولیاں لگاتے ہیں۔ اور جمہوریت کے نام پر دھندہ کرتے ہیں۔

غنڈے، ڈاکو ڈگری جعلی پھرتے ہیں میدان میں
ہاتھ گر اُن کے لگی ناکام ہے جمہوریت
جھوٹے وعدے جھوٹی قسمیں کھا کے سب کچھ بھول کر
مفلسی تقسیم کرنا کام ہے، جمہوریت
بولی لگتی ہے سرِبازار سب کے ووٹ کی
ایک سو سے پانچ سو تک دام ہے جمہوریت

16

ماجد جہانگیر مرزا ایک بہادر اور نڈر شاعر ہیں۔ وہ حق اور سچ بات کرتے ہوئے بالکل نہیں گبھراتے بلکہ وہ اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں میں شعور اُجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُنھوں وڈیروں اور سیاسی لٹیروں کی سیاست کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہوا ہے۔

مجھے حق بات کہنی ہے، یہی ایمان ہے میرا
وڈیروں کی سیاست کو مجھے بیکار کرنا ہے

17

ماجد کو اپنے عوام سے بھی گلے شکوے ہیں جو جمہوریت کے نام پر مدتوں سے دھوکہ کھا رہے ہیں۔ وہ عوام کو باور کرواتے ہیں۔ بس بہت ہو چکا جمہوریت کے نام پر ملک میں ٹک مکا کی سیاست لہذا ہوش کے ناخن لو ورنہ تم بھی غلام رہو گئے اور تمہارے بچے بھی غلامی کی زندگی گزاریں گے۔

جمہوریت کے نام پر کھاتے رہو فریب

اور نک مکا کے ساتھ کو بس دیکھتے رہو

تو بھی غلام تھا تیرے بچے بھی ہیں غلام

ہر سمت چھائی رات کو بس دیکھتے رہو

18

ماجد نے اپنی ایک نظم "حکومت" میں سیاستدانوں کی چال بازیوں کو کا ننگا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو کُرسی اور حکمرانی کی جنگ کے لیے خون خرابے سے بھی باز نہیں آتے۔ جب کہ غریب بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں۔ چور اور لٹیرے ملک کے رہنما بنے ہوئے ہیں۔ اور ماجد اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ کوئی ایسا شخص بھیج دیں جو ہماری رہنمائی اور پاسبانی کرے۔

کرسیوں کے کھیل میں لاشیں گریں گی دیکھنا

جنگ ہونے جارہی ہے۔ حکمرانی کے لیے

ہائے یہ جمہوریت بھی لوگ کتنے کھا گئی

اور مفلس رو رہا ہے بوند پانی کے لیے

چور، ڈاکو اور لٹیرے بن گے ہیں رہنما

اب کسی کو بھیج مولا پاسبانی کے لیے

19

ماجد ملکی حالات سے پریشان دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ایک محبِ وطن پاکستانی ہیں۔ اُن کا دل وطن کے لیے دھڑکتا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ اُن کے ملک کو کئی دہائیوں سے لوٹا جارہا ہے جبکہ ملک میں بھوک ننگا ناچ کر رہی ہے۔ وطن لٹیروں اور ٹھگوں کے ہاتھوں میں ہے تو وہ انتہائی غمگیں ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی نظم "میرا وطن" میں لکھتے ہیں۔

جس کو بھی موقعہ ملاوہ کھا گیا

دیکھتے ہی دیکھتے وہ چھا گیا

ہے لٹیروں کا وطن میرا وطن

بھوکوں ننگوں کا وطن میرا وطن

20

ماجد جہانگیر ایک انقلابی شاعر ہیں۔ وہ سیاسی رہنماوں اور سیاستدانوں کو باور کراتے ہیں کہ تم ان پڑھ اور جعلی ڈگریوں کے بل بوتے پر لوگوں پر ظلم و ستم کرتے ہو لیکن جِس دن قوم جاگ جاتی ہے تو پھر اِنقلاب آتا ہے اور قوم اِن لٹیروں سے پائی پائی کا حساب وصول کرتی ہے۔ ماجد جہانگیر مرزا اِسی حوالے سے اپنی نظم "اسباب انقلاب" میں لکھتے ہیں۔

ڈاکو لیٹرے رہبر یہ جعلی ڈگریاں

بنتے ہیں رہنما جو پڑھتے نہیں کتاب

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2
2024

جب قوم جاگ جائے آتا ہے اِنقلاب
ہو جائے اِنتہا جب ہوتا ہے پھر حساب

21

ماجد جہانگیر مرزانام نہاد جمہوریت کے ساتھ ساتھ عدلیہ پر بھی طنز کے نشتر چلانے سے نہیں چُوکتے وہ عدلیہ کے غیر منصفانہ رویوں پر بھی افسوس کااظہار کرتے ہیں۔اُن کے نزدیک عدلیہ سیاستدانوں اور سرمایہ داروں کی رکھیل بنی ہوئی ہے جو انصاف دینے کی بجائے انصاف بیچ رہی ہے۔جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگ انصاف نہ ملنے پر قانون ہاتھ میں لے کر خود فیصلے کرنے شروع کردیتے ہیں۔

جب عدالت ہی عدل بیچے گی
آہیں نکلیں گی گولیاں بن کر

ہمارے ملک کے عدالتی نظام پر افسوس صد افسوس کیا جاسکتا ہے۔جو خود تو انصاف فراہم کرنے میں ناکام رہتی ہے اور دوسروں پر اُنگلی اُٹھانا اپنا حق سمجھتی ہے۔اگر کوئی عدلیہ کے غلط فیصلے پر سوال اُٹھادے تو مقدس گائے بپھر جاتی ہے۔دیکھا جائے تو اخراجات میں ہمارے ملک کی عدلیہ پوری دنیا میں پہلے نمبر پر ہے جبکہ عملی طور پر انصاف کی فراہمی میں ہم دنیا میں سب سے پیچھے ہیں۔انصاف کی فراہمی کا یہ عالم ہے کہ مدعی کو مرے سالوں گزر جاتے ہیں تب جا کر کہیں فیصلہ آتا ہے۔

کچھ ماہ قبل مر گیا اک اور بے گنہ
بروقت فیصلہ جو سنایا نہیں گیا

22

ماجد جہانگیر مرزاعلامہ اقبال کی طرح مردِ مومن کو خوابِ غفلت سے جگانے کی کوشش کرتے ہیں۔کہ تمہاری نسلیں غلام ابنِ غلام بنتی جارہی ہیں۔اور غافل تم آرام اور سکون کی نیند سوئے ہوئے ہو۔

نسلیں تیری غلام ہیں اور سو رہا ہے تو
غافل تیرے خیال میں کیوں تازگی نہیں

23

ماجد جہانگیر بہت بڑے مصلح ہیں۔وہ مردِ مومن کو سرجھکا کر نہیں بلکہ سر اُٹھا کر چلنا سیکھاتے ہیں۔اُن کے نزدیک مردِ مومن اپنا سر کٹوا تو سکتا ہے لیکن اُس کا سر کسی کے سامنے جھک نہیں سکتا۔

مت جھکانا یہ سر کٹا دینا
رب کعبہ پہ آسرا کرنا

24

ماجد جہانگیر کے نزدیک ہم صرف نام نہاد آزاد ملک میں رہتے ہیں۔ جہاں ہمیں آزادیِ اظہارِ خیال کا حق حاصل نہیں۔ اگر ہم کسی ادارے یا سرکار کے خلاف حق اور سچ پر مبنی بات کر دیں یا تو اُٹھا لیے جاتے ہیں یا پھر کہیں ویرانے میں قتل کر کے لاوارث پھینک دیے جاتے ہیں۔ یہ تماشا ایک لمبے عرصے سے جاری و ساری ہے۔

راست گوئی موت سے ملتی ہے روز و شب گلے
خون میں لتھڑے مل رہے ہیں دیکھیے اخبار تک

25

ماجد جہانگیر مرزا نے اپنی شاعری میں اِسلام کے جعلی ٹھیکیداروں، پیروں اور مولویوں کے منہ سے منافقت کا لبادہ نوچ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ جو اِسلام کا نام استعمال کر کے نہ صرف ذاتی فوائد حاصل کرتے ہیں بلکہ اِسلام کے لیے بدنامی کا سبب بھی بنتے ہیں اور دہشت گردی جیسے سنگین واقعات میں ملوث ہوتے ہیں۔

بم کے دھماکے کرنا اور کہنا ہے وفا
اللہ سے بغاوت ایماں سے دغا

26

پچھلی کئی دہائیوں سے اِسلام کے نام پر بننے والا ملک دہشت گردی اور قتل و غارت کا شکار رہا ہے۔ جہاں مذہبی عبادت گاہیں محفوظ نہیں اور راہ چلتے لوگوں کو زندہ جلا دیا جاتا ہے اور ملک کے حاکم تحفظ دینے کی بجائے خود ظلم و ستم کرتے اور کرواتے ہیں۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ بغیر تحقیق کے موت کے فتوے بانٹے جاتے ہیں۔

جہاں پر سو دھماکے ہوں گھروں میں روز فاقے ہوں
کوئی مسجد کوئی مندر کوئی گرجا ہر روز جلتا ہو
سڑک پر چلتے بندوں کو جلایا جاتا ہو زندہ
جہاں لاشوں کا ہو دھندہ
درندے دندناتے اور حاکم قہر ڈھاتے ہوں
بنا سوچے بنا سمجھے بنا تحقیق کے مجھ پر
کوئی فتویٰ لگاتا ہے۔ کوئی آنکھیں دکھاتا ہے

27

ماجد جہانگیر بڑے حساس دل والے شاعر ہیں۔ اُنھوں نے سانحہ آرمی پبلک سکول پشاور میں طالبان کی طرف سے معصوم بچوں کے قتلِ عام پر بڑے نمناک انداز سے اپنی نظموں میں لکھا ہے۔ اُنھوں نے مفاد پرست مذہبی مُلّاؤں پر گہری چوٹیں کی ہیں۔ جو نہ صرف مذہب کا نام استعمال کر کے معصوم جانوں کے ساتھ کھیلتے ہیں بلکہ اسلام کے لیے بدنامی کا سبب بنتے ہیں۔ ماجد کے نزدیک یہ خونخوار جنگلی درندے ہیں اور ان درندوں کو غارت کر دینا چاہیے۔

درندوں کو فنا کر دو

یہ لت پت خون میں لاشے

مرے پھول سے بچے

حصولِ علم کی خاطر گھروں سے اپنے نکلے تھے

کہاں معلوم تھا اِن کو

ہیں وحشی طالبان لوگو

جو لے کر نام مذہب کا ہمیں بدنام کرتے ہیں

جو کر کے قتل بچوں کو عجب پیغام دیتے ہیں

درندہ شکل بزدل ہیں مسلتے ہیں جو کلیوں کو

28

ماجد جہانگیر مرزا نے نسائیت کے مختلف پہلوؤں کو موضوعِ سُخن بنایا ہے۔وہ اپنی والدہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔وہ اپنی کامیابیوں کی وجہ اپنی ماں کی دُعاؤں کو قرار دیتے ہیں۔

اب تخیل کی مرے پرواز ہے افلاک پر
کامیابی کا سبب ہے میری ماں تحریر کر

29

ماجد جہانگیر نے اپنی نظم "میری ماں کو کوئی لا دے" میں جہاں ایک بیمار ماں کے علاج معالجے میں مشکلات کا ذکر کیا ہے وہاں ہمارے ملک کے نظامِ صحت اور ہسپتالوں کی ناگفتہ بہ حالت اور خاص کر ڈاکٹروں کی بے حسی پر سوال اُٹھا دیے ہیں۔جہاں اِنسانیت کی بجائے حیوانیت کا راج ہے۔

کوئی چیخیں نہیں سُنتا

یہاں بیمار لوگوں کی

کہا اک ڈاکٹر سے یہ طبیعت ماں کی ہے نازک

کرو اِس کا مداوا تم

بڑی وہ شان سے بولا

ڈیوٹی اب نہیں میری چلا ہوں میں تو اپنے گھر

کہاں رُکتا ہے کوئی بھی

مسیحا کو بہت ڈھونڈا کسی کو بھی نہیں پایا

مریضوں کا ہی مجمع تھا جسے لڑتا ہوا پایا

جو واپس دوڑ کر آیا تو دیکھا مر چکی تھی ماں

30

ماجد جہانگیر نے اپنی نظم "طوائف" میں ایک بے بس اور غربت کی ماری عورت کے حق میں آواز بلند کی ہے۔ طوائف کو ہمارے معاشرے میں ایک گالی تصوّر کیا جاتا ہے اور اس کو ہمیشہ حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن ماجد جہانگیر اُس عورت کے طوائف بننے پر معاشرے کو ذِمہ دار قرار دیتے ہیں۔

طوائف نام پڑ جائے زمانے کی نگاہوں میں
کوئی عزت نہیں رہتی حقارت کی نگاہوں میں
سنو لاچار عورت پر زمانہ ظلم کرتا ہے
اشاروں پر سرِ محفل اُسے ہر دم نچاتا ہے
مرا ہر لفظ جھوٹا ہے میری ہر بات جھوٹی ہے
مگر اتنا تو بتلا و طوائف بن گئی کیسے
سرِ بازار عزت کی دوکان سج گئی کیسے

31

ماجد جہانگیر نے اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں میں شعور اور اِنقلاب کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُنہوں نے لوگوں کے سوئے ہوئے ضمیروں کو جھنجھوڑا کہ صدائے حق بلند کرو اور غلامی کی زنجیریں توڑ کر اپنے حقوق کی جنگ لڑو۔ ماجد جہانگیر ایک شاعرِ اُمید کے طور پر اُبھر کر ہمارے سامنے آئے ہیں جو مایوس بالکل نہیں ہوتے بلکہ اچھے دنوں کی توقع رکھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک نام نہاد ذہنی معذور سیاستدانوں کی عیش و عشرت صرف چند دن کی ہے۔

اُٹھو اور اپنے حقوق چھینو
اچھوت لوگو
غلام ابنِ غلام بن کر جو چند سانسیں ملی ہیں تم کو گنوا نہ دینا
قدم بڑھانا صدائے حق کو بلند کرنا
جو ذہنی معذور اپنے لیڈر بنے ہوئے ہیں
اُنہیں بتانا کہ زندہ لاشوں پہ اُن کا قبضہ چند دن کا

32

ماجد جہانگیر مرزا نے بچوں کے لیے بھی نظمیں لکھیں۔ اُنہوں نے اپنی ایک نظم "اک بچہ" میں ایک بچے کے بچپن کے خُوبصورت لمحات اور جذبات کی عکاسی بڑے خُوبصورت انداز سے کی ہے۔

وہ وقت بہت ہی اچھا تھا
جب میں ایک چھوٹا بچہ تھا
جو تکتا تھا وہ کہتا تھا
یارب میں کتنا سچا تھا

33

ماجد جہانگیر نے اپنی شاعری میں دنیا کی بے ثباتی کے موضوع پر بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔اُن کے نزدیک یہ زندگی چند دن کی ہے۔اِس لیے ہمیں ہوش کے ناخن لینے چاہیے اور انجان نہیں بنناچاہیے۔

ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے
اس بات سے کیوں انجان ہوں میں

34

ماجد جہانگیر کی شاعری میں موسیقیت کی مٹھاس کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔وہ الفاظ کے تال میل سے خُوبصورت اور سُریلے سُر پیدا کرنے کے ماہر ہیں۔

بہکی بہکی شام ہے یہ جام تیرے نام ہے

بادہ گلفام ہے یہ جام تیرے نام ہے

35

ماجد جہانگیر کی شاعری سہلِ ممتنع کی خُوبصورت مثال ہے۔اُن کے اشعار دیکھنے میں عام اور سادہ معلوم ہوتے ہیں۔لیکن ایسا ایک بھی شعر لکھنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

اُسے جو عام کرتا ہے
وہ اُونچا نام کرتا ہے
کوئی میرا بھی اپنا ہو
اُسے پانے کا سپنا ہو

36

ماجد جہانگیر نے دیگر اصنافِ سُخن کے ساتھ ساتھ نغمہ نگاری میں بھی اپنانام پیدا کیا ہے۔ابھی تک اُن کے تین نغمے جن میں "سپاہی، میرے وطن ،ہم جیتنے گے سدا اِس وطن کے لیے "گائے اور فلمائے جاچکے ہیں۔جن پر محکمہ پولیس کی طرف سے اُن کو بہت سے انعامات سے بھی نوازا جا چکا ہے۔

حوالہ جات

1:ماجد جہانگیر مرزا"وجد"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز، جنوری2019ء۔ص14

2:ماجد جہانگیر مرزا"محبت،درد،تنہائی"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز، جنوری2014 ص157

3:ایضاً۔ص114

4:ایضاً۔ص39

5:ایضاً۔ص155

6:ایضاً۔ص130

7:ایضاً۔ص156

8:ماجد جہانگیر مرزا"وجد"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2019ء۔ص57

9:ایضاً۔ص48

10:ماجد جہانگیر مرزا"محبت،درد، تنہائی"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2014 ص56

11:ایضاً۔ص142

12:ایضاً۔ص57

13:ایضاً۔ص41

14:ایضاً۔ص41

15:ایضاً۔ص42

16:ایضاً۔ص34

17:ایضاً۔ص21

18:ماجد جہانگیر مرزا"وجد"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2019ء۔ص69

19:ماجد جہانگیر مرزا"محبت،درد، تنہائی"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2014 ص99

20:ایضاً۔ص94

21:ایضاً۔ص101

22:ماجد جہانگیر مرزا"وجد"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2019ء۔ص41

23:ماجد جہانگیر مرزا"محبت،درد، تنہائی"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2014ء ۔ص46

24:ایضاً۔ص59

25:ماجد جہانگیر مرزا"وجد"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2019ء۔ص104

26:ماجد جہانگیر مرزا"محبت،درد، تنہائی"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2014 ص65

27:ماجد جہانگیر مرزا"وجد"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2019ء۔ص111

28:ایضاً۔ص116

29:ایضاً۔ص72

30:ماجد جہانگیر مرزا"محبت،درد،تنہائی"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2014 ص49

31:ایضاً۔ص38

32:ماجد جہانگیر مرزا"وجد"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2019ء۔ص112

33:ماجد جہانگیر مرزا"محبت،درد،تنہائی"راولپنڈی:رُمیل ہاوس آف پبلی کیشنز،جنوری2014 ص113

34:ایضاً۔ص104

35:ایضاً۔ص94

36:ایضاً۔ص67